© rasailojaraid.com

اپنے رب کو پہچان لیتا ہے، تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا حقیقی محسن صرف اللہ تعالی ہے اور اس کے احسانات بے حد وحساب ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وإن تعدوا نعمت الله لاتحصوها﴾ (ابراہیم ٣٤) ''اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو تو تم شمار نہ کر سکو گے''۔

۳۔ جب یہ معلوم ہوگا کہ کوئی بادشاہ علماء، عبادت گزاروں اور نیکو کاروں کے ساتھ نرمی اور شفقت کرنے والا ہے، تو تم اس سے محبت رکھو گے۔ یہی چیز اللہ تعالی کی ذات سے محبت کا تقاضا کرتی ہے۔ بلکہ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر کسی سے محبت ہو تو صرف اس کے تعلق کی وجہ سے ہو۔ اور جو آدمی علم یا تقوی سے متصف ہو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ انہی صفات کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے محبت ہوتی ہے۔ (منہاج القاصدین: ٤٩٦)

۴۔ علم اور معرفت اگرچہ کسی معمولی چیز کے متعلق ہی کیوں نہ ہو، اس سے خوشی حاصل ہوتی ہے، اور جہالت اگرچہ کسی معمولی چیز ہی سے ہو اس سے دل مغموم ہو جاتا ہے۔ علم بہترین صفت اور انتہائی کمال ہے، علم کی لذت اس کی نوعیت کے مطابق ہوتی ہے، اور عالم کا شرف معلوم کے شرف کے مطابق ہوتا ہے۔

لہذا اللہ تعالی کی معرفت اور اسکی صفات وافعال کا مطالعہ عظیم ترین علم ہے، اور جس قدر انسان معرفت میں پختہ ہوتا ہے، اللہ سے اس کی محبت اسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ اور جس قدر زیادہ محبت ہوتی ہے اسی حساب سے ناراضگی کا خوف بھی سخت ہوتا ہے ﴿إنما يخشى الله من عباده العلماء﴾۔

☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درس فقہ

مدت قصر کا تعین

ثناء اللہ عبدالرحیم

مسافر کسی معین جگہ پر قیام کا قصد کرے تو کتنے دن ٹھہرنے سے سفر کا حکم ختم ہو گا؟

مسئلہ ہذا میں فقہاء اسلام کے نمایاں تین اقوال ہیں :

پہلا قول: مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ کے نزدیک کم از کم چار دن ٹھہرنے کے عزم صمیم سے سفر کا شرعی حکم منقطع ہو تا ہے، لہذا مسافر اپنی نماز پوری پڑھ لے۔ (شرح کبیر ۳٦٤/١،شرح الزرقانی علی الخلیل ٤٣/٢،الجرشی ٦٢/٢،مغنی المحتاج ١٦٤/١،کشاف القناع ٥١٢/١،الإنصاف ٣٢٩/٢،المغنی ٢١٢/٢)

قول ہذا کے دلائل:

ا۔ قولہ تعالیٰ: ﴿واذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاة﴾ (النساء:١٠١)

وجہ استدلال: اللہ تعالیٰ نے قصر کو زمین پر چلنے کی شرط پر جائز کیا، جبکہ کسی مقام پر چند روز قیام پذیر شخص کو ضارب فی الأرض نہیں کہا جاتا۔ لہذا چار دن سے زائد ٹھہرنے والا ﴿أن تقصروا من الصلاة﴾ کے حکم سے خارج ہے۔

سنت مطہرہ نے چار دن سے کم ٹھہرنے والے کو مسافر کے حکم میں شامل کیا ہے جیسا کہ حضرت انسؓ سے مروی ہے "خرجنا مع النبیﷺ من المدینة إلی مکة فصلی رکعتین رکعتین حتی رجع، قلت کم أقام؟ قال عشرا" (بخاری ٥٦١/٢،مسلم ٢٠١/٥،نسائی ٩٧/٣،ترمذی ٣٤٢/٢،احمد ١٨٧/٣) "حضرت انس سے مروی ہے کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف نکلے اور آپ ﷺ واپسی تک نماز دو دو رکعت پڑھتے رہے۔ (تابعی کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ آپ ﷺ مکہ میں کتنے دن ٹھہرے؟ حضرت انسؓ نے کہا: "دس دن"۔ پس آپ ﷺ حجۃ الوداع کی غرض سے ۴ ذوالحجہ کو مکہ پہنچے۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہاں آپ ﷺ نے ۷ ذوالحجہ تک قیام فرمایا اور ۸ ذوالحجہ کو منیٰ کی طرف کوچ کیا اور ۱۴ ذوالحجہ کو مدینہ روانہ ہو گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کی یہی توجیہ بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے مکہ شہر اور گردونواح میں کل دس دن قیام فرمایا۔(فتح الباری ۲/۶۵۵)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے مکہ میں صرف تین دن تین رات قیام کیا اور یہی مدت سفر اور اقامت کے درمیان حد فاصل ہے۔ لہذا جو شخص تین دن سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے تو سفر کا حکم منقطع ہوگا۔(المغنی ۲/۲۱۳)☆

۲۔ حدیث "يقيم المهاجر في مكة ثلاثة أيام" وجہ استدلال: رسول اللہ ﷺ نے مہاجر کے لیئے بحیثیت مسافر مکہ میں صرف تین ایام ٹھہرنے کی اجازت دی۔ معلوم ہوا کہ اگر کوئی تین دن سے زائد رہتا ہے۔ تو وہ مقیم شمار ہوگا۔ اس لئے آپ ﷺ نے تین ایام سے زائد مہاجر کیلئے اپنے متروکہ وطن میں قیام کی اجازت نہیں دی۔(المغنی ۲/۲۱۳)

دوسرا قول: کم از کم پندرہ دن کسی معین جگہ پر ٹھہرنے کی نیت سے سفر کا حکم منقطع ہو جاتا ہے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔(الهداية ۲/۳٤،بدائع الصنائع ۱/۲۹۵)

دلیل: حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ,,إذا قدمت بلدة وأنت مسافر وفى نفسك أن تقيم خمسة عشر يوما أكمل الصلاة بها،وإن كنت لاتدرى متىٰ تطعن فاقصرها،،(مصنف أبى بكر بن أبى شيبة۲/٤٥٥) ''حضرت ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ نے فرمایا جب تم کسی شہر میں فروکش ہو اور تیرا ارادہ ہو کہ مکمل پندرہ دن لازماً ٹھہرنا ہے تو نماز مکمل پڑھ۔ اگر تجھے معلوم نہیں کہ کب کوچ کرنا ہے، تب نماز کو قصر کر''۔

لیکن ابن عباس اور ابن عمر کے اس اثر پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ ان دونوں جلیل القدر صحابہ سے اس کے مخالف اثر بھی آیا ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ :,,إن رسول الله ﷺ أقام بمكة تسعة عشر يقصر الصلاة فنحن إذا سافرنا تسعة عشر قصرنا وإن زدنا أتممنا،،(مسند احمد۱/۲۳۳،شرح معانى

☆ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ 4 ذوالحجہ کی صبح تلبیہ پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ وارد ہوئے۔(بخاری مع الفتح ۳/۶۵۸) اور 8 ذوالحجہ کو مکہ سے منیٰ روانہ ہوئے۔ اس طرح مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ کی مدت اقامت 4 دن بنتی ہے، جن میں آپ ﷺ نماز قصر کرتے رہے۔

(عبدالقادر رحمانی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الآثار ۱/۴۱۶) ”ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے مکہ میں 19 دن قیام فرمایا، جس میں آپ ﷺ نماز کو قصر سے پڑھتے رہے۔لہذا اگر ہم 19 دن تک ٹھہریں، تو قصر کرینگے۔اگر اس سے زیادہ ٹھہرنا ہو تو پوری پڑھ لیں گے۔ معلوم ہوا کہ ابن عباس نے یہاں قصر کیلئے 19 دن کو معیار بنایا۔

نیز حضرت ابن عمر سے بھی مروی ہے کہ آپؓ کہا کرتے تھے (إذا أجمعت أن تقيم اثنتى عشرة ليلة أتم) (ابوداؤد وعبدالرزاق) ”کہ جب تم کسی جگہ بارہ راتیں ٹھہرنے کی قصد کرے تو نماز پوری پڑھ لے“ (وعن عبدالله بن عباس انه قال: ”من أقام سبع عشرة قصر ومن أقام أكثر أتم“ یعنی جو شخص سترہ راتیں ٹھہرنے کی قصد کرے تو اسے چاہئے کہ نماز کو قصر سے پڑھے اور جو اس سے زائد قیام کرے تو وہ نماز پوری پڑھ لے“۔(سنن ابی داؤد ۹۷/۴،مصنف عبدالرزاق ۵۳۴/۲)

۲۔ احناف نے مسئلہ ہذا کو اقل مدت طہر پر قیاس کیا اور کہا کہ مدت سفر اور مدت طہر من الحيض دونوں ایسی مدتیں ہیں جن سے کوئی شرعی حکم واجب ہوتا ہے۔پس مدت طہر سے وہ احکامات لاگو ہوتے ہیں جو حیض سے ساقط ہوئے تھے،مثلاً روزہ اور نماز۔اسی طرح مدت اقامت سے نماز پوری پڑھنا لاگو ہوتا ہے، جسے سفر نے ساقط کیا تھا۔(العناية ۳۵/۲)

لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ قیاس فاسد الاعتبار ہے چونکہ یہ آیت اور حدیث کے مفہوم کے مخالف ہے۔

تیسرا قول: امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی مقام پر بیس دن ٹھہرے،وہ قصر کرے اگر بیس دن سے زائد قیام کرے تو نماز پوری پڑھ لے۔(المحلی ۳۷/۵)

اس کی دلیل:

امام ابن حزم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ (أقام النبي ﷺ بتبوك عشرين يوما يقصر الصلاة) (مسند احمد۲۹۰/۳،مصنف عبدالرزاق ۵۳۲/۲) ”نبی ﷺ نے تبوک میں بیس دن قیام کیا اور نماز قصر پڑھتے رہے“۔اور یہی نبی ﷺ سے ثابت شدہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔

لیکن اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے معین مدت ٹھہرنے کا عزم نہیں کیا۔اور تردد کی صورت میں مسافر جتنا بھی وقت ٹھہرے قصر پڑھتا رہے گا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی جگہ ٹھہرنے کی مدت معین نہ ہو تو سفر کا حکم منقطع ہونے کی مدت کتنی ہونی چاہئے ؟

مسئلہ ہذا میں فقہاء اسلام کے مختلف اقوال و آراء ہیں :

پہلا قول: مسافر جب تک متردد اور شک میں ہو کہ اس نے کب واپس جانا ہے یا حالیہ محل اقامت سے کب نکلنا ہے تو وہ قصر پڑھتا رہے، اگرچہ مدت لمبی کیوں نہ ہو۔ یہی امام مالک اور احمد بن حنبل کی رائے ہے اور امام شافعی کا بھی ایک قول ہے۔(الهداية ٣٦/٢،بدائع الصنائع ١٩٥/١،المغني ٢١٥/٢،الشرح الكبير للدراوردي ٢٦٤/١،الخرشي على الخليل ٦٢/٢،المجموع ٣٦٢/٤)

ان کے دلائل:

١۔ عن ابن عباس قال:أقام النبي ﷺ بمكة تسعة عشر يقصر الصلاة(البخاري ١٦١/٢)
''حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی ﷺ مکہ میں انیس دن ٹھہرے اور نماز قصر سے پڑھتے رہے''۔

٢۔ عن جابر قال أقام رسول الله ﷺ بتبوك عشرين يوما يقصر الصلاة (مصنف عبدالرزاق ٥٣٢/٢،مسند احمد ٢٩٥/٣،ابوداؤد ١٠٢/٤)''حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن ٹھہرے اور نماز کو قصر سے پڑھتے رہے''۔

٣۔ عن ابن عمر أنه أقام بآذربيجان ستة أشهر يقصر الصلاة قال:وكان يقول إذا أزمعت إقامةً فأتم(بيهقي ١٥٢/٣،مسند احمد ٨٣/٢ ورجاله ثقات)،قال الحافظ وأما أثر ابن عمر فأخرجه البيهقي بإسناد صحيح ،وقال النووي إنه على شرط الشيخين)
حضرت ابن عمر آذربیجان میں چھ مہینے قیام کے دوران نماز قصر پڑھتے رہے اور آپ کہا کرتے تھے کہ ''جب تم کہیں معین مدت کیلئے ٹھہرے تو نماز پوری پڑھ لے''۔ یہ اثر بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے اور امام نووی نے اس کو شیخین کے شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے۔

٤۔ عن أنس أن أصحاب رسول الله ﷺ أقاموا برامهرمز تسعة أشهر يقصرون الصلاة (سنن البيهقي ١٥٢/٣)اور امام ابن حجر نے اس کو صحیح کہا(تلخيص الحبير ٤٩/٢)''نبی ﷺ کے اصحاب کرامؓ نے رامہرمز میں نو مہینے قیام فرمایا، اور نماز قصر پڑھتے رہے''۔

٥۔ عن أنس قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ من المدينة إلى مكة فصلى ركعتين ركعتين حتى رجع(بخاري ٥٦١/٢) ''حضرت انس فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرف نکلے اور آپ ﷺ گھر واپس آنے تک دو دو رکعت پڑھتے رہے''۔

٦۔ „عن ابن عباس: إن الناس يسألونه عن الصلاة فى السفر فقال :كان رسول الله ﷺ إذا خرج من أهله لم يصل إلا ركعتين حتى يرجع إليهم،،(مسند احمد ٢٤١/١،جامع ترمذی ٤٣١/٢) لوگ ابن عباس سے سفر میں قصر کے بارے میں پوچھتے تو آپ فرماتے ''نبی ﷺ جب اپنے گھر سے نکلتے تو واپس ہونے تک دو دو رکعت پڑھتے رہتے تھے''۔

ان احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ اگر مسافر کہیں معین مدت کیلئے نہیں ٹھہرتا ہو تو اپنے گھر واپس ہونے تک نماز قصر پڑھتا رہے گا۔

دوسرا قول: امام شافعی کے ایک قول کے مطابق مسئلہ ہذا میں اٹھارہ دن تک قصر پڑھنا جائز ہے۔اگر اٹھارہ دن سے زائد ہو جائے تو نماز پوری پڑھ لے۔(المجموع ٣٦٢/٢)

دلیل: عن عمران بن حصين قال: "غزوت مع رسول الله ﷺ وشهدت معه الفتح فأقام بمكة ثمانى عشرة ليلة لايصلى الا ركعتين ويقول:"ياأهل البلد صلوا أربعا فإنا قوم سفر"(سنن ابى داؤد ٩٦/٤)''حضرت عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی تو آپ نے فتح مکہ کے موقع پر اٹھارہ دن قیام کیا، ہر نماز قصر سے پڑھتے رہے۔اور آپ ﷺ فرماتے تھے ''اے شہر والو! اپنی نماز پوری کر لو کیونکہ ہم مسافر قوم ہیں''۔

لیکن اس دلیل پر یہ تنقید کی گئی ہے کہ بعض دوسری روایات میں اس موقع پر آپ ﷺ کی مدت قیام انیس پندرہ اور سترہ دن بھی وارد ہوئی ہے کہ ان میں بھی آپ نے قصر پڑھی۔اور اس سے لازم نہیں آتا کہ اگر آپ ﷺ نے اٹھارہ دن سے زیادہ قیام کیا ہوتا تو نماز پوری پڑھ لیتے۔

تیسرا قول: امام شافعی کا تیسرا قول یہ بھی ہے کہ بہر صورت صرف چار دن تک قصر کرے اگر چار سے زیادہ ہو تو پوری پڑھ لے۔(المجموع ٣٦٢/٤)

دلیل: مسافر کے چار دن ٹھہرنے کی نیت سے سفر کی رخصت ختم ہوتی ہے (کما سبق مع الدلیل)،تو جب بالفعل چار دن ٹھہرے تو بالاَولیٰ یہ رخصت ختم ہو جائے گی۔

لیکن اس پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ مذکورہ حالت میں اقامت کی نیت تھی، لیکن جب کوئی مسافر کہیں معین دن کیلئے ٹھہرنے کی نیت نہیں کرتا اور وہ تردد کی حالت میں ہوتا ہے تو اسکے لئے سفر کا حکم برقرار رہنا چاہئے۔

© rasailojaraid.com